نمبر ۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۱- جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۷- محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدس | جلد ۱۴

ترجمۃ القرآن

بگذار و در دفتری شغل غزل تجرہ آن خود چہ چیز ست اگر از قرآن ناند

قرآن مجید کے ترجمہ کا سوال پہلی مرتبہ الحکم کے کالموں مین نہین اٹھایا گیا یہ صدا گنبد الحکم ہی کے کالمون مین اٹھکر رہ جاتی ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ الحکم کے ذریعہ بھی یہ آواز نہ اٹھائی جاوے کہ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ ایک سے زیادہ مرتبہ زیر بحث آچکی ہے۔ صدیق الاکبر کی خلافت مین قرآن مجید کی جمع کا کام ایک خاص بزرگی اور عظمت رکھتا ہے اسی طرح پر خلیفۃ المہدی کے خلیفہ بافصل کے عہد خلافت مین قرآن مجید کا اردو ترجمہ شایع ہوجانا بہت ہی ضروری اور مفید چیز ہے۔ میں قرآن مجید کے درس کے نوٹون کو شایع مین شایع کرنیکی ضرورت محسوس کی اخباری کالمون مین اسکی گنجایش نہ پاکر تفسیر سورۃ البقرہ شایع کی جسکو جس نے پڑھا پسند کیا اس مین چھاپہ کی بعض غلطیوں کا رہجانا ناممکن امر نہ تھا۔ بعض دوست اب تک بھی اس کے محاسن کو چھوڑ کر ان غلطیون کا ذکر کرنا پسند کرتے ہین مگر مجھے خدا تعالے نے کچھ کرنیوالے آدمیونکا دل دماغ دیا ہے۔ اس لئے میں نے اڑھائی پارون کی تفسیر شایع کردینا ہی خاص فضل سمجھا پھر تفسیر القرآن کی ضرورت کو صدر انجمن نے محسوس کیا۔ اور وہ تعلیم الاسلام نام رسالہ کے ذریعہ اسے شایع کرنے کا تہیہ کیا دو تین سال کے اندر اسکا پہلا پارہ بھی ختم ہو نہین نہین آیا۔ میں نے خلافت کے سنہ مین ترجمۃ القرآن شایع کرنا شروع کیا اور پھر میری اس تجویز پر معزز دل رنے بھی نوٹس شایع کرنیکا اہتمام کیا اور ایک خاص حصہ شایع کرنیکے وہ قابل ہو گیا۔ میں کسی ایک یا دوسرے کی نکتہ چینی کرنی نہین چاہتا۔ قرآن کریم کی خدمت جسقدر لوگ کرین اتنا ہی اچھا ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی حد تک مفید ہی ہوگی میرے ترجمۃ القرآن پر قاضی اکمل صاحب نے بڑی محنت سے میری درخواست کے بدون ریویو کیا اور اسکی بعض نہایت ہی ایک غلطیون کی فہرست بنائی انہوں نے قابل قدر تکلیف اٹھائی ہین ان کی مہربانی کا شکر گزار ہون کہ کم از کم اسی بہانے سے انہوں نے میرے شایع کردہ ترجمہ کو پڑھ لیا۔ مین نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ میرا شائع کردہ ترجمہ چھاپے کی غلطیون یا نقایص سے مبرا ہے اور نہ مینے اشرفی غلطی کا اشتہار دیا اس مین غلطیان ہین ہونگی مین نے جس نیت سے اس کام کو کیا ہے وہ فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہاتھ مین دیدون جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے موافق قرآن مجید کی عظمت وصداقت کو ظاہر کرنیوالا ہو اس کے لئے مین نے سعی کی ہے۔ کہ متن کے نیچے ترجمہ دیا ہے۔ اور حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے ہین۔

مین یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ اور نوٹ کم از کم اپنے اندر ایک بات ضرور رکھتے ہین کہ ان مین ان تمام اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو قرآن مجید پر کئے جاتے ہین میں اس سلسلہ مین پانچ پارے شایع کرچکا ہون جن کی مجموعی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ چھٹا پارہ زیر طبع ہے۔ اگر ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے دلدادہ اور قرآن مجید سے محبت رکھنے والے بزرگ اسکی عام اشاعت کی تحریک کرین تو اسکی قیمت مین معقول رعایت ہو سکتی ہے۔ اگر ایکہزار خریدار ہوجائیں تو میں ۱۲ پارہ بھی کر سکتا ہون بہر حال یہ کام ضروری ہے۔ اور اس میں خریداری کے علاوہ اعانت بھی کرنی چاہئے ایسے لوگ جو قرآن مجید کی مفت اشاعت کے خواہشمند ہون انکے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیے!

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب مینجر و ایڈیٹر کے چھپ کر شایع ہوا۔

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص احمدی پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ بنگہ کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو خدا تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور اپنے رضا میں نافع الناس و خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلباء کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔

جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے۔ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلباء میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے۔ محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی **روح** کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ** اور **طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہ ہونے کی وجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں بے **چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے۔

نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں۔ ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا۔

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی۔ بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا۔ کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمائش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انہوں نے کھیلوں میں اپنے مد مقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دھکہ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسنے گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار آفیسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جس پر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے۔ اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا۔

سالانہ ٹورنے منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہ ہونا ایک افسوسناک امر ہے۔ جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہیے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت ٹھاکرمل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ بورڈ سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اُٹھانے کی سعی کریں۔

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا۔ گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈنگ گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی۔ اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر صیغہ ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن** اور **انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا موٹو ہے۔ بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا۔ اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پارہ کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا۔ آخر میں میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ اُنھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی۔ میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنہوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے بچے ترجمہ

مقتدائے طریقہ احمدیہ

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

الحکم کے ساتھ طبع ہونی شروع ہوگی۔ اور ہفتہ وار ۸ صفحہ شائع ہوتے رہیں گے۔

اگر مارچ کے آخیر تک ناظرین الحکم نے ... جدید خریدار مہیا کردئے۔ تو اس ضمیمہ کی کوئی قیمت ناظرین الحکم کی جائیگی ورنہ سال کے آخیر پر ایک روپیہ زاید وصول ہوگا۔ اس سال الحکم کی ترتیب میں کئی خصوصیتیں پیدا کرینگی خدا تعالیٰ سے

احمدی اور انکا مذہب

عرصہ گزرتا ہے۔ کہ مینے مندرجہ بالا عنوان کتاب کی اشاعت کا اعلان کیا تہا مگر بعض معروفیتوں اور روکوں کی وجہ سے مین اس کتاب کو شائع نہ کرسکا اب مینے خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کو جلد تر شایع کرنیکا انتظام کیا جاوے اور اس طرح پر جو غلط فہمیاں بعض آدمیوں نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہین ان کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے کیا عجب اللہ تعالیٰ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرماوے۔

کتابی صورت مین شایع کرنے مین خدشہ اس مفید اور ضروری کتاب کی اشاعت معرض التوا مین پڑی رہے اسلیئے مینے ارادہ کیاہے کہ اسکو باقاعدہ الحکم کیساتھ شایع کرنا شروع کیا جاوے اسلیئے مین ناظرین الحکم کو خوشخبری دیتا ہون کہ ... سے یہ کتاب

حضرت مسیح موعود و مغفور کے کلمات طیبات

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے۔ اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہے۔ اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ جیسا کہ بچہ اپنے والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقوے کے اعلےٰ درجہ تک پہنچا دیتی ہیں انکی طرف کان دھرو۔ اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کی طرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ کہ نامحرم عورتوں یا ایسی کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہو سکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھ بلکہ اس کی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھاؤ۔ نہ شہوت سے نہ بغیر شہوت بلکہ چاہئے کہ تو آنکھیں بند کر کے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تا کہ تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایکدم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر ایک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے اور اگر مخالف کی طرف حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنے بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ وہی تمہارے راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیے کہ کوئی عداوت بھی انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عز اسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اسنے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسے کہ استعدادیں بھی تین ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءی ذی القربیٰ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اسکے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں کوئی بھی محبت کے لائق نہیں کوئی بھی توکل کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے اسی طرح تم بھی اسکے ساتھ کسی کو اسکی پرستش میں اور اسکی محبت میں اور اسکی ربوبیت میں شریک مت کرو اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جسکی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ تم اسکی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اسکی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اسکی عظمت و جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جاوے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جاوے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت کرتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بدی کے مقابل نیکی کرے اور اسکی آزار کی عوض میں اس کو راحت پہنچاوے اور مروت و احسان کے طور پر دستگیری کرے

پھر بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو جسقدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض سے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش سے نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاق کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشو و نما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گذاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثنا اس شخص کے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ اسکو رد کردیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اسکو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے۔ یا وساوس حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو۔ اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو اور اگر قرآن و حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کیلئے سارے دکھ اٹھا لو۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ؏

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا مین ایک لانظیر یادگار ہین اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا مین اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت مین اپنی گران بہا جانون کا قربان کردینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہین کرسکتی تھی۔ جابر تلوار نے انہین موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار ہے۔ جو ان ایام مین قائم رہیگی اور سالون اور صدیون کا زبردست زمانہ اسے مٹا نہین سکتا۔ یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنادے مگر ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس دردناک واقعہ کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہین اور نہ کسی قلم مین طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کرسکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے۔

مظلوم کربلا اور انکے جان نثارون پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیان گذر گئی ہین۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلون پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانون مین اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔

یہ اسلام اور مسلمانون کے لیئے مفید نہین مین تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیلی ریمارک اس مضمون مین نہین کرتا کیونکہ میری دانست مین یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہین کیا جاسکتا۔ مین اس کو تسلیم کرتا ہون کہ دنیا کی تمام شریف اقوام مین شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہین۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگارین قائم کرتی ہین۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام مین صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قائم ہوسکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا سبق جو ہم لے سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق مین ستائے جاتے ہین اور راست گوئی اور حمایت حق مین جن لوگون کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی جاتی ہین جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤن کا مقابلہ کرلین اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائین تو علاوہ ان اعلی مدارج کے جو عالم روحانی مین انکو حاصل ہوتے ہین۔ اسی عالم ظاہری مین انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلون مین ان کی ابدی یادگار قائم ہوجاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق مین نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ مین زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو خواہان سیدی از بہر من
سید ہم صد جان و جانانت کنم

حضرت امام حسینؑ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ مین ادا نہین ہوسکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے۔ یہی وہ امر ہے جسکے حسن و جمال پر جہان شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس سے ہٹا نہین سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کرلیتا ہے۔ اور حق سمجھ لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رعب اسکو اس سے دور نہین لے جاسکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل غور ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لیئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آسکے۔ اور کسی دنیوی خفیف اور آسایش کے لیئے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم حسین مظلوم کی طرح اپنے تمام منافع اور راحتوں حتی کہ جان تک دیدینے کے لیئے تیار ہو جاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لیئے تیار نہون

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتین مختلف لباسون مین ہمارے سامنے آتی ہین اور کبھی جاسکتی ہین مگر ہمین یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موہوم اور خیالی ہین۔ پس مبارک ہین وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی مین اپنے جوہر دکھاتے ہین اور حق پسندون اور صداقت کی حق شناسی کرتے ہین۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہین وہ دنیوی عہدون اور منصبون پر فدا ہین وہ اپنے موقعہ اور دولت پر زبردست حق پسندون کو ستانے سے نہین چوکتے۔ وہ یاد رکھین کہ یوم الحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتین اور آسائش چند روزہ ہین۔ اسی طرح انکے ظلم و مصائب کی تھوڑی مدت ہے۔

میرے دوستو! اپنے شہید کربلا کے واقعہ کو آپ کے سامنے رکھا ہے! کیوں اسلیے کہ آپ اس سے سبق لیں اسپر غور کریں کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں رکھتا

میں ان لوگوں سے ہرگز متفق نہیں جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہیں یہ پولٹیکل جنگ نہیں تھی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین ؓ کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شے وہ قربان کرنیکے لیے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تھی۔ کہ انہوں نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہیں بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بھی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتھ پر وہ بیعت نہیں کر سکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمیں استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبھی اور کسی حال میں ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمیں دکھ دے۔ دے اسکی پرواہ نہیں ہو سکتی۔ نقصان پہونچائے پہونچائے۔ یہ وہم میں نہیں آنا چاہیے۔ حقانیت سے سر نہیں پھیرنا چاہیے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفوں نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بھائیوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا ہے۔ کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہیں کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہیں اور نہ انکی رضا یا نارضامندی ہماری مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین ؓ میں سخت غلطی پر پاتے ہیں۔ اور مذہبی اور دنیوی دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہیں۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتوں کو سخت قابل ملامت پاتے ہیں۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبھی نہیں رک سکتے۔ تو ایسی حالت میں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکھیں ہم فی الحقیقت امام حسین ؓ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لیے قابل قدر نمونہ پاتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا"۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر میں پھر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پھر عمل میں وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تہی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش میں گوروکل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چھاپا گیا تہا۔ جس میں اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تہا میں نے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تہا اور بتایا تہا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو در کنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ میں بھی کھڑے کئے جائیں۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہیں پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہو کر ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء کے پرکاش میں سخت جھنجھلایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بھی نہیں سن سکتے۔ یہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش فہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہیں سن سکتے ورنہ باوا لا پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ بگڑتے میں پھر کہتا ہوں اور اس دعویٰ کے دلایل رکھتا ہوں کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بھی اگر کھڑے ہو جاویں تو وہ گر جاینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی میں اسکا نمونہ کہاں ہے؟ یہ تب قابل تسلیم ہوتا۔ کہ وہ شادی کرتے اور ان کے ہاں اولاد نہ ہوتی اور وہ پھر ایک مجمع کر کے نیوگ کراتے یا کم از کم خود علانیہ طور پر انہوں نے نیوگ کیا ہوتا یہ تو ان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنیٰ مثال ہے۔ ایسا ہی انہوں نے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچواں حصہ بھی پورا کر کے نہ دکھایا۔ علاوہ بریں جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی میں ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام میں کیسی گزری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

میں اب بھی کہتا ہوں اور اس دعوے کے دلایل رکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس میرے ایک اصل میں پیش کرتا ہوں آپ نے اپنی لبرل قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

فقد لبثت فیکم عمرا افلا تعقلون

یعنے میں نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنے چالیس سال گزارے ہیں اور تم میرے حالات سے واقف ہو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم میں اور قوم بھی عربوں جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتھ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپکے صدق اخلاص ماموریت اور مستریں ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکی جو شخص گھر سے بھاگ کر نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزاں ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گھر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیا وہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن میں اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکھ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اسکے رفیق پیش کریں ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر میں کسی وقت کر کے دکھاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت میں دیکھنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

آپکے دشمنوں نے بھی کہا ہے اسکے ثبوت مین یہ تحدی قرآن مجید مین اور تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیون کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل اسکے معلومات کا ذخیرہ بھی انکی ہی تحریرین ہین اسلیے مین چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اسکے سامنے رکھتا ہون اگر انصاف دیانت اور راستبازی کو نہ چھوڑے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا بھیا بھی غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۹۰ پر لکھتا ہے "اسکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور چمکتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کے کھنڈرون مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔"

جس قلب پر اللہ تعالے کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہر وقت اللہ تعالے ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا۔ ناظرین خود اندازہ کرلین۔

پھر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگون مین شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان واخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت مین کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہین ہوا اور نہ ہوسکتا ہے"

پھر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ مین اعتراف کرتا ہے "اس عالم تنہائی ومصیبت مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ مین انکا عدیل ونظیر کوئی دکھائی نہین دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کرسکتے ہین اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہین ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی مین وہ بات ہی نہین پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہین۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپنے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہین اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق ونمونہ اخلاق کے لیے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی مین لانظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی عملی زندگی کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین مندرجہ ذیل نمونے دکھائیں۔

اول پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک [illegible] بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہر سہ امور کو مد نظر رکھکر چاہئے کہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہین فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کرلین جب وہ اس سے فارغ ہوجائینگے تو پھر میں اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہین خود ہی معلوم ہوجائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیے کوئی معیار اور نمونہ ہوسکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھین پبلک ہی مین انکا نقشہ کھینچ کر دکھائین۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک مین رہکر دوسرے ملک مین اپنے شاگردونکو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے سائنس یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جون جون سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑ رہی ہے۔ ولایت میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان مین حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کرسکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کردیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے نے ایک مرتبہ میرے سامنے بابو محکم دین صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ مین یہان قادیان مین بھی امرتسر مین تمہین بر وقت توجہ دے سکتا ہون اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہین فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اور کہا تاہم اسسے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ روحانیت مین یہ سلسلہ ہے ضرور بہرحال [illegible] کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معاصر نیر اعظم کی اس رائے سے مین شرح صدر سے متفق ہون کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہین۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی مین سرگرم ہین بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ اشاعت مین بھی مصروف ہین اسلیے مسلمانون مین مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضون کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہون اور ہر شہر مین ایسی تحریکون کی ضرورت ہے اور ہم معاصر مذکور تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانون کی تمام انجمنون کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بے شک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ ہو اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے مین تو یہی پسند کرتا ہون کہ نہ بی

تعلیم کا رواج دیا جاوے اور اب مذہبی کورس "ضرورت زمانہ" کے موافق طیار کئے جائیں۔ اور انہیں اسلامی مدارس میں جاری کر دیا جاوے۔ تو بہت ہی مفید امر ہو۔ مذہبی تعلیم کی ضرورت کو لارڈ کرزن نے تسلیم کر کے بہت زور سے اسکی تائید کی تھی۔ اگر مذہبی تعلیم کا عام رواج ہو جاوے اور سکولوں میں اسے بطریق مناسب لازمی کر دیا جا سکے تو اس سے بہترین نتائج کی توقع ہو سکتی ہے۔

ہندو اخباروں اور مصنفوں کو صلاح دینے والی کمیٹی

لاٹ صاحب نے جو نصیحت ہندو لیڈروں کو کی ہے اس سے متاثر ہو کر رائے کنج بہاری صاحب مختار برمے نے سول ملٹری گزٹ کے ذریعہ مندرجہ حاشیہ ایک کمیٹی قائم کرنیکی تجویز کی ہے۔ اس قسم کی کمیٹی بے شک ملک میں خطرناک لٹریچر کو پھیلانے سے روک دیگی مگر سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹی ہندو مصنفین اخبارات کے ہندو ایڈیٹروں پر حکومت رکھنے یا انہیں اپنے زیر اثر رکھنے کے لیے کونسے ذرایع استعمال کریگی۔ بہرحال اس بحث کو چھوڑ کر ایسی کمیٹی کا وجود فی الحقیقت مفید ہو سکتا ہے میری سمجھ میں اگر آریہ سماج کی پرتی ندہی سبھا اور ایسا ہی سناتن دھرم مہا منڈل اور خالصہ چیف دیوان ایسی سرکلر چٹھیاں شایع کر دے کہ کوئی مصنف یا مؤلف جو اس سبھا یا دیوان سے تعلق رکھتا ہے۔ شایع کرنے سے پہلے ان مجلسوں میں پیش کر دیا کرے اور پھر ان مجلسوں کی منظوری سے وہ کتاب شایع ہوا کرے تو جہاں ملک میں قیمتی اور قابل قدر لٹریچر چھپ سکے گا۔ وہاں ملک میں بد امنی یا بد اخلاقی پھیلانیوالے لٹریچر کی اشاعت اگر کلیتہً نہیں تو بہت بڑی حد تک رک جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اخبارات کے رویہ اور طرز پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ امر کسی حد تک مشکل نظر آتا ہے۔ آنریبل لالہ ہرکشن لعل صاحب نے اپنی ایک تقریر میں غیر ذمہ وار ہاتھوں میں اخبارات کی باگ ہندوستان میں بے چینی کا سبب بتایا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو گورنمنٹ کو شاید مزید توجہ کرنی پڑے اور ایڈیٹران اخبار کے مخصوص قیود اور شرایط کو بڑھا دیا جاوے مگر یہ جو کچھ بھی ہوگا اخبارنویسوں کی اپنی ہی کرتوت کا خمیازہ ہوگا۔ مگر وہ عطا شدہ آزادی کی سچی قدر کریں تو کیوں یہ آفات پیدا ہوں۔ بہرحال ملک کے ذمہ وار لوگوں کو اس معاملہ پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اس بڑھتی ہوئی بلا کو متفق کوشش سے دبا دینا چاہیئے۔

ذاتی عداوتوں سے ایکدوسرے کو بدنام نہ کرو

نفس پرستی خودغرضی بہت بری چیز ہے اگر اسوقت تک مسلمانوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے وفادار اور فرمانبردار ہیں ہمارے ہندو دوستوں کا انکی وفاداری پر مطعون کرنا سخت غلطی ہے۔ کبھی انہیں جاہتی پیری کہکر مخول اڑایا جاتا ہے۔ اگر انکے مقابلہ میں انہیں جہنال کہا جاوے تو وہ کب سننا گوارا کرینگے اس قسم کی شخصی نوک جھونک کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر ہندو غداری کے جرایم کا ارتکاب کرنیوالے پائے گئے ہیں تو مسلمانوں کیلئے یہ خوشی کرنے کا محل نہیں وہ آخر انکے ہمعصر اور خواجہ تاش اور ملکی بھائی ہیں انکی کمزوری یا لغزش کا اثر ان پر بھی پڑے بغیر نہیں رہ سکتا اگر ہمسایہ کے گھر کو آگ لگجاوے تو ہمیں کب چین آسکتا ہے اسوقت باہمی کٹ حجتی کے طریق کو چھوڑ کر مناسب ہے کہ سب ملکر ان بدنام کنندوں کا نام لے چند لوگوں کے انسداد کی کوشش کرو۔ جو اپنی شرارت اور شورہ پشتی سے قوم کو اور پھر ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسوقت باہمی کدورتوں کو بھول جاؤ اور ایکدوسرے کو بدنام کرنیکی فکر نہ کرو بلکہ صرف اس خبیث مادہ کو متفق طاقتوں سے دور کرو جو ملکی اور قومی ذلت کا موجب ہو رہا ہے کیا ہندو اخبار نویس اپنے طرز کو بدل لینگے؟ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مسلمان ہی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں۔

یہ پاکیزہ فطرتی صدیقی فطرت کا خاصہ ہے

انسان کی پاکیزہ فطرتی کا اندازہ کرنیکے لیئے اسکے خیالات اور جذبات بہت بڑا ذریعہ ہیں اسکے احباب اسکے مطالعہ کی کتابیں اسکی محبوب ترین چیزیں بتا سکتی ہیں۔ کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور سیرۃ ہمارے لیئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اسلیئے نہیں کہ وہ خلیفۃ المسیح اور ہمارے امام ہیں بلکہ اسلیئے کہ فی الواقعہ وہ تقدس اور اعلیٰ درجہ کے وقار اور بلند خیالی کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہی سر ہے کہ وہ ایک قوم کا معلم ہے اگرچہ حضرت مسیح موعود مغفور کی شہادت اس بارہ میں قطعی اور یقینی تھی۔ مگر جزوی واقعات انسان کیلئے موثر ہو سکتے ہیں وہ دوسرے نہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کانفرنسوں پر ریمارک کے عنوان سے میرا ایک آرٹیکل نکلا ہے اس میں ایک دو جگہ میں نے لیڈرز کانفرنس اور سوشل کانفرنس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نیوگ اور مسلمانوں کو لڑکیاں دینے کا ضمناً ذکر کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان نوٹوں کو پڑھتے ہوئے مجھے زیادہ متانت زیادہ وقار سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہرچند اخباری لٹریچر میں خصوصاً آریہ صاحبان کی تحریرات پر نوٹس لیتے ہوئے ایسے فقرات کا لکھہ جانا معمولی امر ہو مگر میں اس امر کو دنیا کے سامنے اس لحاظ سے رکھنا چاہتا ہوں تا دنیا کو دکھاؤں کہ خدا تعالےٰ نے جس شخص کو ایسی بلند خیالی، وقار اور تقدس عطا کیا ہو وہ فی الحقیقت دنیا کی اصلاح کے لیئے ایک نمونہ ہے۔ اگرچہ یہ ایک ذاتی واقعہ تھا مگر میں سمجھتا اور یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے خلفاء کے تمام حرکات و سکنات دنیا کی اصلاح کے لیئے ہوتے ہیں۔ اسلیئے میں نے اسے پبلک کرنا ضروری سمجھا تا کہ میرے جیسے ذوق رکھنے والے لوگ فائدہ اٹھائیں جیسے ایک سفید کپڑے پر ذرا سا داغ اور دھبہ بھی نمایاں رنگ رکھتا ہے اسی طرح یہ اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرتی ہے کہ ایک معمولی سی بات جو کچھ بھی متانت یا ثقاہت سے گری ہوئی نظر آئے ایسے نفوس اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس طرح عیسائی صاحبان کے لیکچروں کے سلسلہ کیوقت آپکا ارشاد کہ غور سے متوجہ ہو اسے قبول کرو آپ کی حق پسندی اور تقاء اللہ کے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرت کے اظہار کیلئے ایک دلیل بھی ہے۔ یہی وہ راز تھا جو خدا کے مامور پر ظاہر ہوا اور اس نے کہا۔ کہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی یہ نور یقین عطا ہو تا ہم بھی نوردین بن جائیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ خدا تعالیٰ نے اسے نمونہ بنا کر ہم سے چاہا ہے کہ ہم بھی نوردین بنیں۔ اسعدا!

کانفرنسوں پر ریمارک

نمبر (۲)

مینے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حسن کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضة لکل مسلم و مسلمة

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جسطرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی کم کرنے کے اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنامِ من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعرائے اس زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخاروں تک انکی سعی اور ہمت محدود ہوگی اگر مجلسوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسبات کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انہیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے بہتر ہے یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے وہ ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح برہمن کانفرنس کی کارروائی ہر طرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس

کانفرنس کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنس پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص شے بھی ہیں لیکن باایں جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوہاپور میں شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوہاپور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھ پون لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کر لیا ہے بعد اسکے میناروں کو توڑ کر اسپر ایک کوٹھی بنا لی ہے مسلمانان کولہاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وایسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دیں مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہیں نکلا یہ مسجد دلشاد نام نے بنوائی تھی جو شاہان بیجاپور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکھ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پچھلے دنوں جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی اس امر کا بھی ذکر کیا تھا کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان میں کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ میں ایک عرصہ سے خط وکتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاء اللہ مع خط وکتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا آپ والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے دلآزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تھا ہماری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور افسوس ہے کہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہیں میں معزز ہمعصر پیسہ اخبار کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہئیے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کولہاپور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاویں۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شایع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہیں۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمیں قابل ملامت سمجھتی اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہیں مخالفین کی مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہیں وہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر آمادہ ہیں ہمارے گروہ میں ایسی مثالیں شاذ نہیں۔ کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ اور نہ ہنوز مذہبی مسئلوں ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدہ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں پر ہی سب وشتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ انمیں بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف وراحت میں ساتھ دیتے ہیں۔ اور ہمارے لئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے۔ بری طرح گت بنائی جاتی ہے"۔ اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپدیشکوں اور واعظوں اور انکے لٹریچر پر تنقید کی ہے جسکو میں وقتاً فوقتاً تمام وکمال چھاپنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد معلوم نہیں آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا؟ گوروکل کانگڑی کے برہمچاری اندر کے مضمون پر ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے دیکھے اور بتائے کہ دونو میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی شکایت سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل ڈھنگ و روپ میں ظاہر کرنیکے ملزم تو ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوا۔ کہ اسکی نقشہ بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں بلکہ سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنے گھر کی ان راؤں کو پڑھکر شرمائیں اور اپنا رویہ بدلیں۔ یاد رکھیں کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستوں اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کریں۔ اس لئے میں الحق کا ایک دینی خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہہ سخت فرو گذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد وہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا حقیقی محرک اور موید تھا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے۔ جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

ہین خصوصیت سے دیانندی صاحبان کے طلسم کو توڑنا انکا زبردست کام ہے یہ پرچہ نہایت قابل ہاتھوں میں ہے۔ میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کرانے کی ضرورت نہیں۔ الحکم میں انکے متعدد اور مطول مضامین چھپ چکے ہیں۔ اور امیٹھی اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہین۔ انہوں نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور تڑپ اس کام کیلئے رکھتے ہین۔ پس الحق ایسے ہاتھوں مین انشاء اللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لیئے لازم سمجھین اور قیمت بھی صرف ۲ سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے۔ میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہون اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لیئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

بٹالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان اعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیاں دینکی دھمکی کہنا چاہیئے شایع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کر کے بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہین۔ اور وہ بتائینگے کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیر خواہ ہین۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہین۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے کو قلم اٹھائینگے،،

اس دھمکی کی میرے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کر کے گالیان دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجوں کا تو کام ہو سکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیوں پر فخر کر سکتے ہین تو اسے مبارک ہو۔ مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہون۔ کہ فرض کرو اپنے چوہڑوں چمارون سے بھی بڑھ کر غلیظ گالیاں مسلمانوں کو دیدین اور انہین یہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہین باغی ہین۔ حکومت لینا چاہتے ہین۔ چنان اور چنیں ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہین کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہین۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ واری کو پہلے سمجھ لے کہ گالیاں دینے والے اپدیشک کی تحریریں کیوں اسکی تحریریں نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی سبھا نے اسکو گالیاں دینے کیلئے ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ جو مذہب حقایق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیاں دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی بریت اس میں سمجھتا ہے۔ کہ دوسروں پر الزام کھڑا کر دے وہ باطل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلیے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے۔

آخر میں آریہ ویر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتوں کی کوئی پروا نہین کرتے۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائینگے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہو سکتا۔ باطل کے فرزندوں نے اپنے اگلے پچھلوں کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہ ایک ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے اور ان تاریکی کے فرزندوں کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں دین اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہو گئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے۔

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتوں کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم مخلص بھائی چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی شلتواں محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہین انہوں اس تحریک پر ایک لمبا دردنامہ لکھا ہے کیونکہ وہ خود ہی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہین۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک خاکہ انہوں نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہ بہادر اور بہادر قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے دردنامہ کو شایع کرنے کے لیئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لیئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کرون۔

چوہدری مولا بخش صاحب نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کے متعدی ظاہر کی ہے اور وہ خدا تعالی سے فضل اور توفیق چاہتے ہیں۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کرین ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا لگ کر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتوں کے لیئے یہ امر نہایت افسوسناک ہوگا۔ [illegible] عمل میں لانے کی کوشش کرینگے